صلوٰۃ التسبیح کے مسائل

صلوٰۃ التسبیح کا ثواب خاص ہے، یا عام:

سوال: صلوٰۃ التسبیح کے مخاطب حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہیں تو یہ حکم عام کیسے ہوا؟

الجواب

صلوٰۃ التسبیح کی حدیث میں مخاطب حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔(۱) اصول کا مسئلہ ہے کہ جو حکم ایک شخص کے لیے ہو، وہ حکم سب کے لیے ہوتا ہے، بشرطیکہ کوئی دلیل تخصیص کی موجود نہ ہو، چناں چہ ابوالیسر کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے:﴿ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ﴾(ترجمہ: یعنی: نیکیاں برائیوں کو دفن کر دیتی ہیں) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت سے جو اس پر عمل کرے، سب کے حق میں اس آیت کی فضیلت عام طور پر ثابت ہے۔(۲)(فتاویٰ عزیزی، ص:۴۷۶)

---

(۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: يَا عَبَّاسُ، يَا عَمَّاهُ أَلَا أُعْطِيكَ، أَلَا أَحْبُوكَ، أَلَا أَفْعَلُ بِكَ عَشْرُ خِصَالٍ، إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذَلِكَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، قَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ، خَطَأَهُ وَعَمْدَهُ، صَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ، سِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ: أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ، فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَائَةِ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ قُلْتَ وَأَنْتَ قَائِمٌ: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً، ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُولُ وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، فَذَلِكَ خَمْسَةٌ وَسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ، إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ فَافْعَلْ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي عُمُرِكَ مَرَّةً .(المستدرک للحاکم، کتاب صلاة التطوع، رقم الحديث: ۱۱۹۲/سنن أبي داؤد، باب صلاة التسبيح، رقم الحديث: ۱۲۹۹/سنن ابن ماجة، باب ماجاء في صلاة التسبيح، رقم الحديث: ۱۳۸۷، انيس)

(۲) عن ابن مسعود : أن رجلا أصاب من امرأة قبلة فأتى النبي صلى الله عليه و سلم فأخبره فأنزل الله﴿وَأَقِمِ الصَّلاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفاً مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾فقال الرجل: يارسول الله! أ لي هذا؟ قال: لجميع أمتي كلهم.(صحيح البخاري، باب الصلاة كفارة، رقم الحديث: ۵۰۳/صحيح لمسلم، كتاب التوبة، باب قوله تعالى:﴿إن الحسنات يذهبن السيئات﴾، رقم الحديث: ۲۷۶۳، انيس)

صلوٰۃ التسبیح کا ثواب:

سوال (۱) صلوٰۃ التسبیح کا ثواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا اور امتی کو بھی ایسا ہی ثواب ملے گا، یا نہیں؟

صلوٰۃ التسبیح میں سہو:

(۲) صلوٰۃ التسبیح میں اگر سہو ہو جاوے تو "سبحان اللہ والحمد للہ" سجدۂ سہو میں کہے، یا "سبحان ربی الأعلیٰ" کہے، قیام میں سبحان اللہ، الخ ۲۵ر مرتبہ کہے، یا ۱۵ر مرتبہ، اگر قیام میں ۲۵ر مرتبہ کہے گا تو دوسرے سجدہ کے بعد نہ کہے گا۔ یہ درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

(۱-۲) حدیث شریف میں ہے:

"إنما الأعمال بالنیات، الخ، ولکل امرئ مانوی". (الحدیث)(۱)

پس مدار ثواب کا نیت پر ہے، اگر لوجہ اللہ خالص نیت سے کوئی پڑھے گا تو اب بھی اسی قدر ثواب ملے گا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تعلیم جو فرمائی تھی، وہ ان کی خصوصیت نہ تھی، جیسے آپ کی دیگر ادعیہ و اعمال کی تعلیم و بشارت ثواب عام تھی۔ سجدہ میں "سبحان ربی الأعلیٰ" کہے اور قیام میں پندرہ دفعہ "سبحان اللہ الخ" کہے۔(۲)

حاصل یہ ہے کہ صلوٰۃ التسبیح فرض واجب تو ہے نہیں؛ لیکن اگر پڑھے تو اسی طریقہ سے پڑھے، جو سلف سے منقول ہے، اپنی طرف سے اس میں ایجاد کرنا درست نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۱۳/۴)

اگر تسبیحات میں ایک جگہ بھول جائے تو دوسری جگہ ادا کر سکتا ہے، یا نہیں:

سوال: صلوٰۃ التسبیح میں اگر کسی موقع کی تسبیح بھول کر دوسرے رکن میں تکبیر کہتا ہوا چلا گیا اور اس رکن میں دوگنی تسبیح پڑھ لی تو سجدہ سہو لازم ہوگا، یا نہیں؟

---

(۱) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: إنما الأعمال بالنیات وإنما لکل امرئ ما نوی، فمن کانت هجرته إلیٰ دنیا یصیبها أو إلیٰ امرأة ینکحها فهجرته إلیٰ ما هاجر إلیه. (صحیح البخاری، باب کیف کان بدء الوحی إلیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: ۲/۱، قدیمی/صحیح لمسلم، قاله صلی اللہ علیه وسلم: إنما الأعمال بالنیة، رقم الحدیث: ۱۹۰۷، انیس)

(۲) الروایة الثانیة أن یقتصر فی القیام علیٰ خمسة عشر مرة بعد القراءة. (ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب فی صلاة التسبیح: ۱/ ۶۴۳، ظفیر)

الجواب ــــــــــــــــــــ

اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور سجدۂ سہو لازم نہ ہوگا۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۳۱۵/۴)

صلوٰۃ التسبیح کی چار رکعتیں ایک سلام سے یا دو سے:

سوال: صلوٰۃ التسبیح چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا اولیٰ ہے، یا دو سلام کے ساتھ اور اگر تسبیح بجائے دس کے پندرہ دفعہ پڑھ لے بھول کر تو سجدۂ سہو لازم ہوگا، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

صلوٰۃ التسبیح دو رکعت، یا چار رکعت کی نیت کرے، دونوں طرح جائز ہے، اگر چار رکعت کی نیت ہو تو درمیان کے قعدہ میں درود شریف پڑھ لیوے اور تسبیح اگر دس کی جگہ پندرہ پڑھ لیوے تو سجدۂ سہو لازم نہیں آتا۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۱۵/۴)

صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح کے اوقات:

سوال: صلوٰۃ التسبیح کی پہلی اور تیسری رکعت میں تسبیح کس وقت پڑھے؟ شافعیہ کے نزدیک جلسۂ استراحت میں ہے، حنفیہ کے نزدیک کس وقت ہے اور راجح قول کیا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

یہی راجح اور معمول بہ ہے کہ بیٹھ کر تسبیح پڑھ کر اٹھ کر فاتحہ اور سورہ کے بعد تسبیح ۱۵/ دفعہ پڑھے۔(۱)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۱۲/۴)

تسبیح معروفہ کب کب پڑھی جائے:

سوال: صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح معروفہ پندرہ مرتبہ قبل از قرأت اور دس مرتبہ بعد از قرأت شامی میں منقول ہے اور حدیث میں بعد سجدہ دوئم دس مرتبہ وارد ہے۔ عند الاحناف عمل کس پر ہے اور بعد سجدہ کے اگر پڑھے تو تکبیر کہہ کر پھر پڑھ کر کھڑا ہو، یا کیوں کر؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

شامی نے دونوں صورتیں لکھی ہیں اور دونوں منقول ہیں؛ لیکن بہتر وہ صورت معلوم ہوتی ہے، جو موافق احادیث

---

(۱) فبعد الثناء خمسة عشر مرة ثم بعد القراءة وفی رکوعه والرفع منه وكل من السجدتين وفی الجلسة بينهما عشرًا عشرًا بعد تسبيح الركوع والسجود وهٰذه الكيفية هی التی رواها الترمذی فی جامعه ...وقال إنها المختار من الروايتين والرواية الثانية أن يقتصر فی القيام علٰی خمسة عشر مرة بعد القراءة.(رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب فی صلاة التسبيح: ۲۷/۲، دار الفكر بيروت، انيس)

مشہور کے ہے کہ بعد قرأت کے پندرہ بار اور سجدۂ ثانیہ سے اٹھ کر دس بار تسبیح مذکور پڑھے، پھر اٹھے۔(۱) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۴/۳۱۴)

صلوٰۃ التسبیح کی دوسری رکعت کی تسبیحات میں راجح قول کون سا ہے:

سوال: صلوٰۃ التسبیح کے بارے میں ترمذی شریف کے صفحہ:۶۳ پر ابورافع رضی اللہ عنہ کی حدیث اور مشکوٰۃ کے صفحہ:۱۱۷ پر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے دوسری رکعت کے ختم کی تسبیحات بعد تشہد پڑھی جاسکتی ہیں؛ کیوں کہ ان کی روایتوں میں پہلی کے ختم کی بھی جلسۂ استراحت میں ہیں؛ مگر کہتے ہیں کہ حنفیہ کے نزدیک یہ صورت مرجوح ہے، راجح عبداللہ بن المبارک والی ہے، جو ترمذی کے صفحہ:۶۴ پر ہے اور اس میں جلسۂ استراحت کی ضرورت نہیں؛ کیوں کہ قیام ہی میں پچیس ہوجاتی ہیں تو اس راجح صورت عندالحنفیہ پر دوسری رکعت کی تسبیحات کی کیا صورت ہوگی؟ یا جو عبداللہ بن المبارکؒ نے "یبدأ ،الخ" سے بیان فرمایا ہے، یہی ہے؟ اور آنجناب کی معمول بہا کون سی صورت ہے؟

الجواب

(حضرت) ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس کا کوئی ذکر ہی نہیں کہ تسبیحات تشہد سے پیشتر پڑھی جاویں، یا بعد تشہد اور سوال میں بعد تشہد ہونے پر جو استدلال کیا گیا ہے، اس سے مدعی ثابت نہیں ہوتا۔ پہلی اور تیسری رکعت کے جلسۂ استراحت میں تسبیحات ہونے سے یہ کیسے لازم آتا ہے کہ دوسری اور چوتھی رکعت میں بعد تشہد ہو، البتہ اگر قرأت پر قیاس کیا جاوے تو ممکن ہے؛ یعنی یوں کہا جاوے کہ جس طرح قیام میں قرأت کے بعد تسبیحات ہیں، اسی طرح قعود میں تشہد کے بعد پڑھی جاویں؛ لیکن ایک روایت میں قبل تشہد پڑھنے کی تصریح وارد ہوئی ہے، اس واسطے اس قیاس پر عمل نہ ہوگا؛ بلکہ روایت پر عمل کیا جاوے گا۔

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال للعباس بن عبد المطلب: یا عباس! یا عماہ! ألا أعطیک ألا أمنحک ألا أخبرک ألا افعل بک عشر خصال إذا أنت فعلت ذلک غفر اللہ لک ذنبک أوله وآخره قدیمه وحدیثه خطاه و عمده صغیره سره وعلانیته و أن تصلی أربع رکعات تقرأ فی کل رکعة فاتحة الکتاب وسورة فإذا فرغت من القراء ة فی أول رکعة وأنت قائم قلت سبحان اللہ والحمد للہ ولا إله الا اللہ واللہ أکبر خمس عشرة مرة ثم ترکع فتقولها و أنت راکع عشرًا ثم ترفع رأسک من الرکوع فتقولها عشراً ثم تهوی ساجداً فتقولها وأنت ساجد عشراً، ثم ترفع رأسک من السجود فتقولها عشراً ثم تسجد فتقولها عشراً ثم ترفع رأسک فتقولها عشراً فذلک خمس وسبعون فی کل رکعة تفعل ذلک فی أربع رکعات ان استطعت أن تصلیها فی کل یوم مرة فافعل فان لم تفعل ففی کل جمعة مرة فان لم تفعل ففی کل سنة فان لم تفعل ففی عمرک مرة.(مشکاة المصابیح، باب صلاة التسبیح، ص:۱۱۷، ظفیر)

والرواية قد أخرجها الدارقطني عن ابن عباس مرفوعاً وفيها: إنّک اذاجلس للتشهد قلت ذلک عشر مرات قبل التشهد. (اللآلی المصنوعة،ص: ۲۰)

وقال العلامة السيوطي: رجاله ثقات إلا صدقة وهو الدمشقي، كما نسب في رواية أبي نعيم وابن شاهين وهو ابن عبدالله ويعرف بالسمين ضعيف من قبل حفظه ووثقه جماعة. (ص: ۲۲)

اور ابن المبارک کی روایت میں سجدۂ ثانیہ کے بعد تسبیحات ہی نہیں، جو ان کے محل کا سوال ہو، فافہم اور عبداللہ بن المبارکؒ سے ترمذیؒ نے جو روایت کی ہے، وہ مرفوعاً بھی مروی ہے۔

رواه البيهقي من حديث أبي خباب الكلبي عن أبي الجوزاء عن عبدالله بن عمرو عن النبي صلى الله عليه وسلم. (۵۲/۳)

والكلبي مختلف فيه ضعفه كثيرون وذكره ابن حبان في الثقات وقال ابن نمير: صدوق كان صاحب تدليس، قال الفلابي: قال أبونعيم: لم يكن بأبي خباب بأس إلا أنه كان يدلس وكذا قال أحمد وابن معين وأبوداود عن أبي نعيم وقال أحمد بن سليمان الرهاوي عن أبي نعيم مثل ذلک وزاد ما سمعت منه شيئاً إلا شيئاً قال فيه حدثنا. (تهذيب التهذيب)

اور اللآلي المصنوعة (ص: ٤٤) میں ہے:

قال الحاكم: ولايتهم بعبد الله أنه يعلم ما لم يصح عنده سنده وأيضاً فيه. (ص: ۲۳)

وقال البيهقي بعد تخريجه: كان عبدالله بن المبارک يصليها وتداوله الصالحون بعضهم بعضا وفي ذلک تقوية للحديث المرقوم.

پس یہ روایت بھی ثابت ہے اور جب دونوں طریق ثابت ہیں تو دونوں طرح پڑھنا جائز ہے، جس طریق سے چاہیں پڑھ لیں اور حنفیہ اگر طریق اول پر پڑھیں؛ یعنی جلسۂ استراحت کریں تو ان پر کوئی اعتراض نہیں؛ کیوں کہ یہ ایک جداگانہ نماز ایک خاص طریق سے وارد ہوئی ہے، پس جس طرح اس میں تسبیحات کا اضافہ ہے، اسی طرح جلسۂ استراحت کا اضافہ ہے، اس سے تمام نمازوں میں جلسۂ استراحت ہونا لازم نہیں آتا اور حنفیہ میں سے بعض نے دونوں طریق نقل کئے ہیں اور بعض نے طریق اول پر اقتصار کیا اور بعض نے طریق ثانی پر اور علامہ شامی نے کہا ہے: ''الذی ينبغي فعل هٰذه مرةً وهٰذه مرةً'' اور ملا علی قاریؒ نے بھی مرقات میں فرمایا ہے: ''وينبغي للمتعبد أن يعمل بحديث ابن عباس رضي الله عنهما تارة ويعمل بحديث ابن المبارک أخرىٰ'' ولیکن قنیہ میں روایت ابن المبارک کے متعلق ہے: ''أنها المختار من الروايتين'' (شامی: ۱/۱۷۹) ونیز علامہ نوویؒ نے اذکار میں اس کی موافقت کی ہے۔ (بذل المجہود: ۲/۲۷۶) اور امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم میں فرمایا ہے: ''هٰذا هو الأحسن وهو اختيار ابن المبارک. (۱/۱۸۶)

اس سے معلوم ہوا کہ راجح طریق ابن المبارک کا ہے اور نوویؒ وغزالیؒ کی موافقت سے معلوم ہوا کہ حنفیہ میں سے جن حضرات نے اس کو اختیار کیا ہے، ان کا مطمح نظر موافقت حنفیہ فی عدم الجلسۃ للاستراحۃ نہیں ہے؛ بلکہ کوئی اور وجہ ہے اور اگر کوئی حنفی یہ بھی کہے کہ جب دونوں طریق ثابت ہیں تو ہمارے لیے وہ طریق اختیار کرنا بہتر ہے، جو اقرب الی المذہب ہو تو اس میں کچھ حرج بھی نہیں، ان پر اعتراض تو جب ہوتا جب غیر ثابت کو صرف موافقتِ مذہب کی بنا پر ترجیح دیتے۔ واللہ اعلم

کتبہ عبدالکریم عفی عنہ، ۱۷؍شوال ۱۳۵۱ھ (امداد الاحکام: ۲؍۲۳۰-۲۳۲)

صلوٰۃ التسبیح کے قومہ میں ہاتھ کھلا رکھے:

سوال: صلوٰۃ التسبیح کے قومہ میں ہاتھ باندھے رکھے، یا کھلا رکھے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

کھلے رکھنا ہی معمول بہ ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴؍۳۱۴)

صلوٰۃ التسبیح کے قومہ میں ہاتھ باندھیں، یا کھلے رکھیں:

سوال: صلوٰۃ التسبیح میں قومہ میں ہاتھ باندھ کر تسبیح پڑھنا اولیٰ ہے، یا ہاتھ کھول کر؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

ہاتھ کھول کر پڑھنا چاہیے۔ فقط (تالیفات رشیدیہ، ص: ۳۰۴)

صلوٰۃ التسبیح میں سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد قیام طویل میں ہاتھ باندھے، یا کھلے رکھے:

سوال: مکمل ومدلل بہشتی زیور مطبوعہ اشرف المطابع ۱۳۴۴ھ دوسرا حصہ ص: ۴۴ پر صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ درج ہے: ''رکوع سے اٹھے اور سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے''۔ حضرت صاحب اس وقت ہاتھ باندھ کر تسبیح پڑھنی چاہیے، یا کہ کھلے ہی رکھے جائیں؟ مطلع فرماویں۔

الجواب ــــــــــــــــــــ

قال الطحطاوی فی حاشیته علیٰ مراقی الفلاح (ص: ۱۵۰) تحت قول المصنف (ویسن وضع الرجل یده الیمنیٰ علی الیسریٰ تحت سرته): ... ولا بد فی ذلک القیام أن یکون فیه ذکر مسنون ومالا فلا، کما فی السراج وغیره ... فان قیل فی القومة من الرکوع ذکر مشروع وهو التسمیع والتحمید فینبغی أن یضع فیها علیٰ قولهما أجیب بأن المراد قیام له ... إقرار وهٰذا لا

قرارله،آه، وهل يضع فيها فى صلاة التسابيح لكون القيام له قرارفيه ذكرمشروع يراجع،آه.(۱)

قال الشامی: ومقتضاه أنه يعتمد بيديه (فى القومة) فى النافلة ولم أرمن صرح به تأمل لكنه مقتضى اطلاق الأصلين المارين ومقتضاه أن يعتمد أيضاً فى صلاة التسابيح،آه.(۵۰۹/۱)(۲)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ التسبیح میں قومہ کے وقت ہاتھ باندھ کر تسبیح پڑھی جائے۔ فقط واللہ اعلم

۱۴/صفر ۱۳۴۵ھ (امداد الاحکام: ۲/۲۲۰-۲۲۱)

صلوٰۃ التسبیح کا مفصل طریقہ:

سوال: صلوٰۃ التسبیح کا مفصل طریقہ کیا ہے؟ تسبیحات کے اعداد اور مکمل طریقہ اور تسبیحات کس کس مقام پر کتنی کتنی پڑھنی چاہیے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

چار رکعت کی نیت باندھ کر اول "سبحانک اللھم" پڑھے، پھر پندرہ دفعہ "سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا إلٰہ إلا اللّٰہ واللّٰہ أکبر"، پھر "الحمد" اور سورت پڑھ کر دس مرتبہ تسبیح، پھر رکوع میں "سبحان ربی العظیم" پڑھ کر دس مرتبہ تسبیح، پھر قومہ میں "سمع اللّٰہ لمن حمدہ" کہہ کر "ربنا لک الحمد" کہہ کر دس مرتبہ تسبیح، پھر سجدہ میں "سبحان ربی الأعلیٰ" کہہ کر دس مرتبہ تسبیح، پھر جلسہ میں دس مرتبہ تسبیح، پھر سجدہ ثانیہ میں دس مرتبہ تسبیح یہ ایک رکعت میں پچھتر دفعہ تسبیح ہوگی، پھر دوسری رکعت میں "الحمد" سے پہلے پندرہ دفعہ اور اسی ترتیب کے ساتھ چاروں رکعات پڑھی جائیں۔(۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/۲۵۱)

(۱) حاشية الطحطاوى،كتاب الصلاة،فصل فى سنن الصلاة،ص: ۱٤٠،قديمى،انيس

(۲) رد المحتار،كتاب الصلاة،آداب الصلاة، مطلب بيان المتواتر والشاذ: ٤٨٨/١،دار الفكر،بيروت،انيس

(۳) أخبرنا أبو وهب قال: سألتُ عبد اللّٰه بن المبارك عن الصلاة التى يسبح فيها،قال: يكبر،ثم يقول: "سبحانك اللّٰهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك ولا إلٰه غيرك"ثم يقول: خمس عشرة مرة: "سبحان اللّٰه والحمد للّٰه ولا إلٰه إلا اللّٰه واللّٰه أكبر"ثم يتعوذ،ويقرأ بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم،وفاتحة الكتاب و سورة،ثم يقول عشر مرات: "سبحان اللّٰه والحمد للّٰه ولا إلٰه إلا اللّٰه واللّٰه أكبرثم يركع فيقولها عشراً ثم يرفع رأسه ثم يسجد فيقولها عشراً ثم يرفع رأسه ويقولها عشراً"... ثم يسجد الثانية فيقولها عشراً. يصلى أربع ركعات على هٰذا، فذٰلك خمس وسبعون تسبيحةً،يبدأ فى كل ركعةٍ يبدأ فى كل ركعة بخمس عشرة تسبيحة،ثم يقرأ،ثم يسبح عشراً. فإن صلىٰ ليلاً فأحب الى أن يسلم فى كل ركعتين. وإن صلىٰ نهاراً،فإن شاء سلم،وإن شاء لم يسلم". (سنن الترمذى،أبواب صلاة الوتر،باب ما جاء فى صلاة التسبيح: ١٠٩/١،سعيد)

==

صلوٰۃ التسبیح کی جماعت مکروہ ہے:

سوال: صلوٰۃ التسبیح کی جماعت درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

جماعت نوافل کی خواہ صلوٰۃ التسبیح ہو، یا کوئی دوسرے نوافل اگر بتداعی ہو مکروہ ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۱۳/۴)

جماعت کے ساتھ صلوٰۃ التسبیح:

سوال: صلوٰۃ التسبیح جماعت کے ساتھ پڑھنا درست ہے، یا نہیں؟ جب کہ پڑھانے والے کا مقصد صرف مقتدیوں کا اصرار بغرض تعلیم وترکیب ہو۔

(۲) اگر شق ثانی مراد ہے تو امام مقتدیوں میں کس حد تک گناہ کے مرتکب ہیں؟

(۳) امام اور مقتدی کی صلوٰۃ التسبیح ہوگئی، یا نہیں؟ جب کہ درمختار کی عبارت "السنة نافلة" موجود ہے، اگر شق اول مراد ہو تو ثواب میں کچھ کمی ہو جائے گی، یا ثواب برابر ملے گا؟

(۴) نماز تسبیح جماعت کے ساتھ پڑھنے والوں کو بدعتی کہنا کیسا ہے، جب کہ وہ موحد ہیں؟

الجواب حامدًا ومصلیاً

(۱) صلوٰۃ التسبیح جماعت کے ساتھ منقول ومشروع نہیں ہے۔(۲)

(۲) التزام کے ساتھ ہو تو مکروہ ہے۔(۳)

== "عن أبی رافع قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: "یا عم! ألا أصلک إلا أحبوک، ألا انفعک؟ قال: بلٰی یارسول اللّٰه! قال: یاعم! صل أربع رکعات تقرأ فی کل رکعةٍ بفاتحة الکتاب وسورة، فإذا انقضت القراء ة فقل اللّٰه أکبر والحمد للّٰه وسبحان اللّٰه خمس عشرة مرة قبل أن ترکع، ثم ارکع فقلها عشراً، ثم ارفع رأسک فقلها عشراً، ثم اسجد فقلها عشراً، ثم ارفع رأسک فقلها عشراً، ثم اسجد فقلها عشراً، ثم ارفع رأسک فقلها عشراً، قبل أن تقوم، فذلک خمس وسبعون فی کل رکعةٍ، وهی ثلاث مائة فی أربع رکعات ولو کانت ذنوبک مثل رمل عالج غفرها اللّٰه لک قال: یا رسول اللّٰه! ومن تستطیع أن یقولها فی یوم، قال إن لم یستطع أن تقولها فی یوم فقلها فی جمعةٍ، فإن لم تستطع أن تقولها فی جمعةٍ فقلها فی شهر "فلم یزل یقول له حتٰی قال: "فقلها فی سنةٍ". (سنن الترمذی، أبواب صلاة الوتر، باب ما جاء فی صلاة التسبیح: ۱۰۹/۱، سعید)

(۱) (ولایصلی الوتر) ولا (التطوع بجماعة خارج رمضان) أی یکره ذلک علٰی سبیل التداعی بأن یقتدی أربعة بواحد. (الدرالمختار علٰی هامش رد المحتار، باب الوتر والنوافل، قبیل باب ادراک الفریضة: ۴۸/۲-۴۹، دار الفکر بیروت، انیس)

(۲) "والجماعة فی النفل غیر التراویح مکروهة". (مراقی الفلاح شرح نورالایضاح، کتاب الصلاة، باب الوتر واحکامه، ص: ۳۸۶، قدیمی)

(۳) إن الاصرار علٰی المندوب یبلغه الٰی حد الکراهة، فکیف اصرار البدعة التی لا أصل لها فی الشرع، وعلٰی هٰذا فلا شک فی الکراهة. (السعایة فی شرح الوقایة، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۲۶۵/۲، سهیل اکادمی لاهور)

(۳) کراہت کے ساتھ ہوگی۔(۱)

(۴) اگر وہ اس کی جماعت کو ثواب سمجھ کر کریں تو یہ بدعت بھی ہے اور مکروہ بھی۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۸۹/۱۰/۱۷ھ۔(فتاویٰ محمودیہ: ۷/۲۵۲-۲۵۳)

صلوٰۃ التسبیح میں عورتوں کی جماعت:

سوال: ہمارے گاؤوں میں عورتیں صلوٰۃ التسبیح کی جماعت کرتی ہیں اور جماعت کی شکل یہ ہوتی ہے کہ ان کا امام پیڑھا بچھا کر پیچھے بیٹھ جاتا ہے اور اگر بچہ روتا ہے تو اس کو چپکا کر دیا جاتا ہے اور کتا ہوتا ہے تو اس کو بھی دفع کر دیا جاتا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

عورتوں کی جماعت فرض نماز میں مکروہ ہے،(۳) اور صلوٰۃ التسبیح تو نفل ہے، اس کی جماعت مردوں کے لیے بھی مکروہ ہے، عورتوں کے لیے اس کی کراہت میں زیادہ شدت ہوگی،(۴) اگر وہی نماز پڑھاتی ہے، جو پیڑھا بچھا کے پیچھے بیٹھتی ہے اور کتے وغیرہ کو دفع کرتی ہے تو بالکل نماز نہیں ہوتی،(۵) اور یہ حقیقۃً نماز ہی نہیں؛ بلکہ جہالت کی پوٹ ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۸۵/۹/۱۶ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۸۵/۹/۱۶ھ۔(فتاویٰ محمودیہ: ۷/۲۵۲)

---

(۱) (قوله: علٰى سبيل التداعي) راجع إليها، والتداعي فأكثر على إمام، دون ذلك لا يكره إذا صلوا في ناحية المسجد، كذا في القهستاني ونقله في البحر عن الصدر الشهيد وظاهر اطلاقه الكراهة انها تحريمية". (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، باب الإمامة: ۱/۲۴۰، دار المعرفة، بيروت

(۲) عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها قالت: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من أحدث في أمرنا هٰذا ماليس منه، فهو رد". (الصحيح للإمام مسلم، كتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور: ۲/۷۷، قديمي)

(البدعة) ما أحدث علىٰ خلاف الحق الملتقى عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان، وجعل ديناً قويماً وصراطاً مستقيماً". (ردالمحتار، باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة أقسام: ۱/۵۶۰-۵۶۱، سعيد)

(۳) (و) يكره تحريماً (جماعة النساء) ولو في التراويح (وفي الرد تحته أفاد أن الكراهة في كل ما تشرع فيه جماعة الرجال فرضاً أو نفلاً". (الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۶۵، سعيد)

(۴) (والجماعة سنة مؤكدة للرجال) ... وفي وتر رمضان مستحبة على قول، وفي وتر غيره وتطوع علىٰ سبيل التداعي مكروهة". (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۲/۵۵۲، دار الفكر بيروت، انيس)

(۵) ولو تقدم علىٰ الإمام غير عذر فسدت صلاته، كذا في فتاوىٰ قاضيخان. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۱/۱۰۳، رشيدية)

آخری جمعہ رمضان میں صلوٰۃ التسبیح باجماعت کا ثبوت نہیں:

سوال: رمضان شریف کے آخر جمعہ میں صلوٰۃ التسبیح باجماعت پڑھائی جاتی ہے، اس کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے؟ امام یہ کہتا ہے کہ جاہل لوگ تسبیح نہیں پڑھ سکتے، لہٰذا ان کو امام کی متابعت میں ثواب مل جاوے گا، اعتبارًا بصلاۃ الکسوف والخسوف والاستسقاء (اور کیا فوت شدہ نمازوں کا کفارہ ہوجائے گا)؟

الجواب

اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور اس سے نمازہائے فوت شدہ کا کفارہ نہیں ہوتا، یہ خیال غلط ہے اور امام کا خیال بھی غلط ہے۔ بدعت کا ارتکاب اس خیال سے درست نہیں ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۱۴/۴)

☆ ☆ ☆

(۱) عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا قالت: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: "من أحدث فی أمرنا ھٰذا مالیس منه، فھو رد". (الصحیح للإمام مسلم، کتاب الأقضیة، باب نقض الأحکام الباطلة ورد محدثات الأمور: ۷۷/۲، قدیمی، انیس)

(البدعة) ما أحدث علی خلاف الحق الملتقی عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبھة واستحسان، وجعل دیناً قویماً وصراطاً مستقیماً". (ردالمحتار، باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة أقسام: ۵۶۰/۱-۵۶۱، انیس)